QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

وزیرستانی سماج میں عورت کے مالی حقوق (مہر، جہیز اور میراث) کا شریعت کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

A Research Study on Women's Financial Rights (Dower, Dowry, and Inheritance) in the Waziristani Society in the Light of Shariah

SANA ULLAH
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Thought, History & Culture,
Allama Iqbal Open University Islamabad.
Sanawazir73@gmail.com
Dr. Fazal Ilahi Khan
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Qurtuba University D I Khan
fazalkhansadozai@gmail.com

Abstract:

Islam has granted women a dignified and honorable position in every aspect of life, particularly in matters related to financial rights. Through the laws of dower, dowry, and inheritance , Islam has established a balanced and just economic framework for women. However, in the socio-cultural context of Waziristan, these rights are often influenced by traditional norms, tribal customs, and patriarchal attitudes, which sometimes overshadow the principles of Islamic law. This research aims to examine the concepts, practices, and perceptions related to women's financial rights in Waziristani society and to evaluate them in light of Shariah teachings. The study employs a qualitative research method, drawing upon Qur'an, Hadith, classical jurisprudence, and modern sociological studies, supplemented with field interviews and case analyses from the local community. Findings reveal that the payment of mahr is often symbolic rather than substantive, dowry has become a matter of social prestige rather than necessity, and women's inheritance rights are frequently denied due to cultural pressures and family traditions. The study concludes that promoting awareness of Islamic principles and implementing them within the socio-tribal framework of Waziristan can ensure justice, equity, and the restoration of women's rightful economic status, thereby contributing to social harmony and ethical reform.

Key Words: *Waziristani society, dower, dowry, inheritance, Shariah*

تمہید:

وزیرستان ایسا خطہ ہے جہاں کی قبائلی ساخت، ثقافتی روایات اور سماجی اقدار صدیوں پر محیط تاریخی پس منظر رکھتی ہیں۔ یہاں کے معاشرتی نظام قبائلی اقدار پر قائم ہے جس میں مرد کو غالب حیثیت حاصل ہے، جبکہ عورت عموماً گھریلو دائرے تک محدود سمجھی جاتی ہے۔ اس صورتِ حال میں عورت کے مالی حقوق جیسے مہر، جہیز اور میراث نہ صرف شرعی نقطۂ نظر سے بلکہ سماجی انصاف کے اعتبار سے بھی ایک اہم مسئلہ بن چکا ہے۔

اسلامی شریعت نے ان تمام امور میں عورت کو مکمل اور واضح حقوق عطا کیے ہیں۔ مہر عورت کا بنیادی مالی حق ہے، جہیز شرعی روسے واجب نہیں بلکہ ایک سنت عمل ضرور ہے، اور میراث میں عورت کا حصہ قرآنِ کریم کی صریح آیات سے متعین ہے۔ تاہم عملی طور پر وزیرستانی معاشرہ ان اصولوں سے مختلف سمت میں دکھائی دیتا ہے، جہاں روایات اکثر اوقات شریعت پر غالب آ جاتی ہیں۔یہ تحقیق انہی تضادات کا تحقیقی جائزہ لینے کی کوشش ہے تاکہ یہ

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

واضح کیا جا سکے کہ وزیرستانی سماج میں عورت کے مالی حقوق کو اسلامی اصولوں کے مطابق کس حد تک تسلیم اور نافذ کیا جا رہا ہے اور کس حد تک متصادم ہے۔

مہر کی وضاحت:

نکاح خاندانی زندگی کی اساس ہے جس کو میاں بیوی کے مابین الفت اور رحمت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، شریعتِ مطہرہ، ازدواجی زندگی کی ابتداء سے ہی مرد کے ذمے عورت کی کفالت واجب قرار دیتا ہے اور مہر سے اس کی ابتداء ہو جاتی ہے۔ یہ بیوی کا وجوبی حق بھی ہے، اور مرد کو یہ احساس دلایا جاتا ہے کہ تاحیات زوجہ کی ضروریاتِ زندگی کے وسائل کی فراہمی آپ کی ذمہ داری ہے۔[1]

مہر کی تعریف:

علامہ ابن قدامہ نے مہر کے متعدد نام ذکر کیے ہیں جیسے:

صداق، صدقہ، مہر، نحلہ، فریضہ، اجر، علائق، عقر اور حباء[2]

لیکن مشہور نام "مہر" ہی ہے۔ مذکورہ بالا تمام ناموں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ مقصد اخذ کیا جا سکتا ہے کہ مہر وہ مالی تحفہ ہے جو خاوند اپنی خوشی اور رضا سے اپنی زوجہ کو پیش کرتا ہے۔

المنجد میں مہر کی تعریف مذکور ہے:

"کہ صداق یعنی مہر وہ مال ہے جو عورت کے لیے مقرر کیا جاتا ہے، اور وہ مال شرعاً قابلِ انتفاع ہوتا ہے جو کہ جلدی یا تاخیر سے ادا کیا جاتا ہے" [3]

مہر کی اقسام:

فقہاء کرام نے تعیین کے لحاظ سے مہر کے دو قسمیں بیان فرمائی ہیں:

مہرِ مسمیٰ، مہرِ مثل۔ مہر مسمیٰ کے بارے میں ڈاکٹر وہبہ الزحیلی رقم طراز ہے:

"فهو ما سمى في العقد او بعده بالتراضى"[4]

مہر مسمیٰ یہ ہے کہ عقد نکاح میں ہی اسے مقرر کر لیا جائے یا بعد میں باہمی خوشی اور رضامندی سے کچھ طے کر لیا جائے۔

جبکہ مہرِ مثل کے بارے میں حنفیہ کی رائے کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ احناف رحمہم اللہ کے نزدیک مہر مثل کی تعریف یوں ہے کہ وہ مہر جو کسی عورت کے لیے ان عورتوں کے برابر مقرر کر لیا جائے جو اس عورت کی ہم عمر اور ہم زمانہ خاندان سے تعلق رکھتی ہوں۔[5]

اسی طرح علامہ جزیریؒ نے لکھا ہے کہ جب عقد کرتے وقت کچھ رقم طے نہ ہو تو اسے مہرِ مثل کہا جاتا ہے[6] یعنی کہ اگر دورانِ عقد مہر طے نہ کیا جائے تو شوہر کے ذمے مہر مثل کی ادائیگی لازم ہو گی۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

فقہاء کرام کے نزدیک بالاتفاق مہر مثل کی تعیین میں "دین، مال، خوبصورتی، عقل، شادی شدہ اور غیر شادی شدہ، ادب، حسب و نسب اور شہر کا عرف و رواج "ان تمام باتوں کا ملحوظِ نظر رکھا جائے گا، حنفیہ کی طرح تمام مذاہب کے نزدیک متفقہ طور پر مہر مثل میں دین، دولت، خوبصورتی، عقلمندی، ادب یعنی اخلاق، عمر، باکرہ اور ثیبہ ہونا، علاقہ اور اور حسب و نسب یعنی خاندانی حیثیت کا اعتبار کیا جائے گا۔[7]

مہر مسمیٰ کی قسمیں:

مہر مسمیٰ کی فقہاء کرام نے دو اقسام بیان فرمائی ہے:

۱۔ مہر معجل: یہ وہ مہر ہے جس کی ادائیگی خاوند کے ذمے فی الفور لازم ہوتی ہے۔

۲۔ مہر مؤجل: یہ وہ مہر ہوتا ہے جس کو ادا کرنا شوہر کے ذمے فی الفور نہ ہو بلکہ مدت کے بعد ہو چاہے وہ میعاد معلوم ہو یا مجہول۔[8]

مہر کی مقدار:

مہر کی زیادہ مقدار کی کوئی حد نہیں ہے تاہم اس کی اقل مقدار دس دراہم ہیں [9] مگر یاد رہے کہ دس دراہم کا درست وزن دو تولہ، ساڑے سات ماشے چاندی یعنی ساڑھے اکتیس ماشے چاندی ہے لہٰذا چاندی کی قیمت کے حساب سے مہر کی اقل مقدار کا تعین کیا جائے گا۔

مہر کی زیادہ مقدار کے متعلق شرعاً کوئی حد مقرر نہیں ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالی نے مہر کے زیادہ ہونے کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی بلکہ مطلقاً مال کا ذکر کر دیا۔

"اور ان کے علاوہ تمام عورتیں تمہارے لیے حلال کر دیے گئے ہیں کہ تم اپنے مال (مہر) سے انہیں چاہو، بشرطیکہ ان سے نکاح کا تعلق قائم ہو جائے اور صرف شہوت پوری کرنا مقصود نہ ہو"[10]

اس آیت مبارکہ میں مال کو مطلقاً ذکر کیا گیا ہے، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت امّ کلثوم بنتِ علی رضی اللہ عنہما کو چالیس ہزار درہم مہر میں دیا تھا۔[11]

وضاحت:

یہ اگرچہ طے ہے کہ مہر کی زیادہ مقدار کی کوئی تحدید نہیں ہے، تاہم مہر حد سے زیادہ مقرر کرنا شریعت مطہرہ کی رو سے ناپسندیدہ ہے، چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "خبردار! عورتوں کی مہر میں زیادتی نہ کرو"[12]

نیز ذات اقدس ﷺ نے کم خرچ والی شادی کو بابرکت قرار دیا ہے:

"زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس کی مؤونت یعنی خرچ مقدار میں کم اور ہلکا ہو"[13]

مہر کی شرعی حیثیت اور وزیرستانی سماج:

وزیرستانی سماج میں مہر کم از کم سات لاکھ نقدی یا کچھ نقدی اور سونے کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔ لڑکی کے گھر والے اس مہر سے ان کے لیے جہیز کا سامان یعنی بیڈ، الماری، بستریں، صندوقیں اور کپڑے وغیرہ خریدتے ہیں اور بقیہ رقم گھر والے اپنے لیے رکھتے ہے اور لڑکی کو ادا نہیں کرتے، بلکہ اپنی ضروریات میں استعمال کرتے ہیں۔ اور عام طور پر عورتوں کو اس رقم سے محروم رکھا جاتا ہے اور اس رقم کا استعمال

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

وغیرہ اولیاء اور سرپرستوں کے اختیار میں ہوتا ہے۔ شریعت کی رو سے چونکہ مہر شوہر کے ذمے لڑکی کا واجبی حق ہے، اس میں ان کے ساتھ خاندان میں سے کوئی فرد شریک نہیں ہو سکتا ہے[14] کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ عورتوں کو ان کے مہر بخوشی عطا کیا کرو۔[15]
اس آیت مبارکہ میں مردوں کو یہ حکم ملا ہے کہ چونکہ مہر عورتوں کا حق ہے اس ان کو اپنا مہر دیدو۔ لہٰذا کسی بھی فرد کے لیے چاہے والد ہو، بھائی یا چچا ہو وغیرہ لڑکی کی اجازت کے بغیر ذاتی استعمال میں لانا شرعاً جائز نہیں، بلکہ یہ حقوق العباد کے بدعنوانی میں شامل ہے، ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"طیبِ نفس یعنی رضامندی کے بغیر کسی مسلمان کا مال استعمال کرنا حلال نہیں ہے"[16]

رخصتی سے پہلے مہر اور وزیرستانی سماج:

نکاح کے بعد شوہر کے ذمے بیوی کو مہر دینا لازم ہو جاتا ہے، اب اگر رخصتی سے پہلے خاوند انتقال کر گیا تو اس بیوی کا حق مہر ساقط نہیں ہو گا بلکہ بیوی مقررہ تمام مہر کی حقدار ہو گی۔[17]
اگر شوہر نے رخصتی سے پہلے طلاق دیدی تو بیوی کا حقِ مہر ساقط نہیں ہوتا، بلکہ شوہر کے لیے مقررہ مہر کا نصف ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔ چنانچہ وزیرستانی سماج میں ان صورتوں میں خواتین کے حق مہر کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا ہے بلکہ ان صورتوں میں بھی حق مہر دبایا جاتا ہے، اور حقوق العباد میں تقصیر کی وجہ سے ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

جہیز کا تعارف:

جہیز وہ سامان ہوتا ہے جو دلہن کو والدین کی طرف سے رخصتی کے وقت بطورِ تحفہ دیا جاتا ہے، یہ لفظ دراصل عربی لفظ "جہاز" سے لیا گیا ہے، جس کے بارے میں علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

"جہاز کا معنی تیار کرنا ہے خواہ وہ سامان میں سے ہو یا کسی اور چیز میں سے ہو۔[18]

اسی طرح یہ لفظ باب تفعیل سے "جھز تجھیز" مستعمل ہے اور معنی ہے مہیا کرنا یا سامان تیار کرنا، جیسا کہ قرآن مجید میں قصہ یوسف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ..." [19]

"اور جب انہوں (یوسف علیہ السلام) نے بھائیوں کا سامان تیار کر دیا"

اصطلاحی طور پر جہیز وہ سامان ہے جو لڑکی رخصتی کے وقت اپنے ساتھ لے جاتی ہے، چنانچہ فقہ السنہ میں اس کی تعریف یوں بیان ہوا ہے:

"جہیز وہ سامان ہوتا ہے جس کو عورت اور اس کے خاندان والے تیار کرتے ہیں۔ تاکہ وہ اسے اپنے ساتھ خاوند کے گھر لے جائے"[20]

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

جہیز کی شرعی حیثیت:

رخصتی کے وقت لڑکی کو جہیز کا سامان دینا مسنون ہے، سردار کونین ﷺ نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو شادی کے وقت جہیز دیا ہے، چنانچہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کی روایت ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز میں ایک کالے رنگت کی چادر، ایک مشک اور تکیہ دیا اور اس تکیہ کو اذخر (عرب میں ایک خاص قسم کا گھاس) سے بھرا ہوا تھا"[21]

لیکن عصر حاضر میں مروّجہ جہیز سنت نہیں بلکہ مجموعی طور پر مفاسد سے بھرپور ہے، کیونکہ لڑکے والوں کی طرف سے باقاعدہ طور پر جہیز کا مطالبہ کیا جاتا ہے، جبکہ یہ مطالبہ شرعاً جائز نہیں، کیونکہ یہ لڑکی کے والدین کی مرضی کا معاملہ ہے، ان کو اس حوالے سے پابند نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا ایک تو اس زاویے سے ناجائز رواج پڑ گیا ہے۔ اسی طرح اگر والدین اچھا خاصا جہیز نہ دے تو اس لڑکی کو سسرال میں تحقیر و تذلیل کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اور اسے اپنی ساس اور نندوں کے طعنے سننے پڑتے ہے، ان حالات کی وجہ سے والدین چاہے جہیز دینے کی طاقت ہو یا نہ ہو، انہیں مجبوراً یہ انتظامات کرنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح بسا اوقات جہیز کے لیے سودی قرضے لینے کی ضرورت پیش آتی ہے اور حرام معاملات کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح اس جہیز کی باقاعدہ نمود و نمائش ہوتی ہے یعنی اس عمل میں ریاکاری مقصود ہوتی ہے۔ اسی طرح اس جہیز کے قبیح رسم و رواج کی وجہ سے بہت سے والدین اپنی بچیوں کا عقدِ نکاح نہیں کر سکتے ہیں۔

ان تمام مفاسد کی وجہ سے دورِ حاضر میں جہیز کے نام سے جو لعنت رائج ہوئی ہے یہ سنت نہیں ہے، بلکہ اس کی سدِّباب ضروری ہے۔

جہیز اور وزیرستانی سماج:

وزیرستانی سماج میں جہیز کا رسم و رواج دیگر شہری علاقوں سے مختلف ہے، چنانچہ ماقبل میں اس کا ذکر ہوا کہ وزیرستانی سماج میں مقرر کردہ مہر سے لڑکی کے لیے جہیز کا سامان بیڈ، الماری، صندوقیں اور کپڑے وغیرہ خریدتے ہیں، اسی طرح مہر میں جس قدر سونے کا تعین ہو جائے وہ بھی دے دیتے ہیں، لہٰذا وزیرستانی سماج میں اس قبیح رسم کا رواج نہیں ہے اور والدین کے ذمے کوئی بوجھ نہیں ہوتا ہے، بلکہ شوہر کی طرف سے مقرر کردہ مہر سے ہی جہیز کے سامان کا انتظام کیا جاتا ہے۔

طلاق کے بعد جہیز کا سامان اور وزیرستانی سماج:

وزیرستانی سماج میں اگر کوئی شوہر بیوی کو طلاق دیدیں تو سسرال والے جہیز والا سامان غنیمت سمجھ کر اپنے لیے رکھ لیتے ہیں اور مطلقہ بیوی کو محروم رکھا جاتا ہے، جبکہ شریعت مطہرہ کی رو سے یہ جہیز کا سامان اور زیورات اس عورت کی ملکیت ہے اور یہ ان کا حق ہے، سسرال والوں کے لیے اس کو اپنے لیے رکھنا جائز نہیں ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی نے لکھا ہے:

"بیشک یہ جہیز عورت کی ملکیت جب (شوہر) اس کو طلاق دے دیں، تو عورت یہ جہیز کا سامان اس (شوہر) سے لے سکتی ہے"[22]

وزیرستانی سماج میں چونکہ جہیز کا سامان مہر کی رقم سے خریدا جاتا ہے اور شریعت کی رو سے خلوت صحیحہ کے بعد شوہر کے ذمے عورت کے لیے مقرر کردہ کل مہر کی ادائیگی لازم ہے، لہٰذا یہ جہیز والا سامان بھی اسی مہر کا حصہ بن کر عورت کی ملکیت تصور ہو گی اس میں سسرال والوں کا کوئی حصہ نہیں، اور اگر طلاق کے بعد اس کو اپنے لیے رکھ لیتے ہیں تو یہ شرعاً جائز نہیں ہے۔

میراث:

تقسیمِ میراث کا قرآن مجید میں خداوند حکیم نے نہایت مفصل انداز میں تذکرہ کیا ہے اور ہر ایک وارث کا حصہ واضح بیان فرمایا ہے، چنانچہ مرد کے حصہ کے متعلق ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ "**لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ**"[23] ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔

بیٹی کی میراث:

ارشاد خداوندی ہے کہ "اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے متعلق؛ کہ مرد کے لیے دو عورتوں کے برابر حصہ ہے۔ پس اگر وہ دو سے زیادہ ہوں تو انہیں دو تہائی ترکہ دو اس میں سے جو میت چھوڑ جائے اور اگر وہ ایک ہو تو اس کے لیے کل ترکے کا نصف ہے۔"[24]

اس آیت مبارکہ سے یہ واضح ہو گیا کہ بیٹی کی میراث کی تین صُورتیں ہیں:

۱۔ اگر میت کا بیٹا اور بیٹی موجود ہو تو اس صورت میں بیٹی کا حصہ ایک گنا ہو گا۔

۲۔ اگر میت کی ایک سے زیادہ بیٹیاں ہوں اور کوئی بیٹا نہیں ہو تو سب کو دو تہائی حصہ دیا جائے گا اور ان سب کے درمیان برابر تقسیم ہو گا۔

۳۔ اگر میت کی صرف ایک بیٹی ہو تو اس کو میراث میں سے نصف (آدھا) دیا جائے گا۔

ماں کی میراث:

ارشادِ خداوندی ہے کہ:

"وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ...."[25]

"والدین میں سے ہر ایک کے لیے اولاد کی موجودگی کی صورت میں ترکہ میں سے چھٹا حصہ ہے، اور اولاد نہ ہونے کی صورت میں اس کے والدین وارث بنیں گے اس طرح کہ ماں تہائی حصے کی حقدار ہو گی اور اگر میت کے بھائی موجود ہوں تو اسے چھٹا حصہ ملے گا"

اس ارشادِ خداوندی سے یہ ضابطہ متعین ہوا کہ ماں کو میراث میں حصہ ملنے کی تین صورتیں ہیں:

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

۱۔ جبکہ میت کے ورثاء میں اولا یا دو بھائی، خواہ دونوں بھائی ہوں یا دونوں بہنیں ہوں یا بہن بھائی مخلوط ہوں، پھر ماں کو چھٹا حصہ دیا جائے گا۔

۲۔ اگر میت کے مذکورہ بالا ورثاء میں کوئی موجود نہ ہو اور میت کے باپ اور احدالزوجین (میاں، بیوی میں سے ایک) ہو تو شوہر یا بیوی کا حصہ نکالنے کے بعد ماں کو بقیہ ترکہ میں سے تہائی حصہ ملے گا۔

۳۔ اور اگر درج بالا صورتوں میں سے ایک صورت نہ پائی جائے تو ماں کو تمام ترکہ کا تہائی ملے گا۔

نوٹ:

دوسری صورت میں میت کا احدالزوجین میں سے ایک اور باپ ان دونوں کا ہونا ضروری ہے اور اگر ان میں سے کوئی نہ ہو پھر تیسری صورت میں ذکر کردہ حصہ دیا جائے گا۔

بہن کی میراث:

بہن کی میراث کی درج ذیل صورتیں بنتی ہے:

۱۔ میت کا حقیقی بھائی، والد، دادا، مذکر یعنی مرد اور مؤنث یعنی عورت کی جنس میں سے کوئی وارث نہ ہو، پھر بہن کو آدھا حصہ ملے گا۔

۲۔ میت کے مذکورہ بالا وارثوں میں سے کوئی نہ ہو لیکن بہنیں ایک سے زیادہ ہو تو اب ان کو دو تہائی ملے گا، اور آپس میں برابر تقسیم ہو گا۔

۳۔ میت کا والد، دادا اور مذکر اولاد ہو تو بہن محروم رہے گی۔

۴۔ مذکورہ بالا تینوں وارثوں میں سے کوئی بھی نہ ہو لیکن میت کا بھائی ہو تو اس صورت میں یہ عصبہ شمار ہو گا اور بہن کو بھی عصبہ بنا دے گا، لہذا ذوی الفروض کے حصص نکالنے کے بعد بقیہ ترکہ ان کے مابین **"للذکر مثل حظ الانثیین"** قاعدے کے مطابق تقسیم کیا جائے گا

۔

۵۔ مذکورہ بالا تینوں وارثوں میں سے کوئی نہ ہو لیکن میت کا مؤنث اولاد موجود ہو تو اب بہن عصبہ بن جائے گی۔[26]

میراث کی شرعی حیثیت: وزیرستانی سماج:

کلام اللہ میں واضح اور تفصیلی انداز میں میراث کے احکامات بیان ہوئے ہیں جس میں مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق تمام حصص کا تعین ہو چکا ہے، جس مسئلہ میراث کی اہمیت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں میراث کے احکامات کی توضیح کے بعد فرماتے ہیں کہ ذات باری تعالی کی جانب سے متعین کردہ حدود ہے[27]

اس سے یہ تاکید و تنبیہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی متعین کردہ ضوابط اور حدود ہیں اس کی خلاف ورزی اور پامال کرنے کی بالکل اجازت نہیں ہے ،اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ "کہ ایک بادشاہ اپنی دیس میں کوئی آرڈر جاری کرے اور پھر تاکید کے طور یہ کہے کہ یہ بادشاہ کا فرمان ہے"۔ پھر ذاتِ خداوند کی جانب سے متعین کردہ حدود کی رعایت رکھنے والے ان ضوابط کی پابندی کرنے والوں کے لیے بشارت کا اعلان بھی کیا ہے کہ جو شخص خدا اور اس کے رسول کی پیروی کرے، وہ اس کو ایسے باغات میں داخل کیا جائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ایسے لوگ ہمیشہ ان میں رہیں گے، اور یہ بہترین کامیابی ہے"[28]

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

اسی طرح جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ان متعین کردہ ضوابط کو توڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے متعلق فرماتے ہیں:

"وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ..."[29]

ترجمہ: "اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی متعین کردہ حدود سے آگے بڑھے، اللہ اسکو جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ ہوگا، اور اس کو رسوا کن سزا دی جائے گی"

وزیرستانی سماج میں میراث کی تقسیم شریعت مطہرہ کے بیان کردہ اصول کے مطابق نہیں بلکہ خواتین کو ہمیشہ میراث سے محروم رکھا جاتا ہے، تقسیم کے وقت ان کا کوئی حصہ مقرر نہیں ہوتا ہے بلکہ حصص میں صرف مردوں کو شریک کیا جاتا ہے۔ لہٰذا وزیرستانی سماج میں میراث کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے متعین کردہ حدود توڑے جاتے ہیں حتیٰ کہ اگر کوئی ایسی بیوہ خاتون ہو جس کے بچے نہ ہو تو شوہر کے میراث میں سے اس بیوہ عورت اور ان کی بیٹیوں کو کچھ نہیں دیا جاتا۔

تجزیہ:

۱۔ عورت کا مہر گھر والوں کے لیے ذاتی استعمال کے لیے رکھنا جائز نہیں، بلکہ اس عورت کو سپرد کرنا ضروری ہے، اس سے اجازت لیے بغیر ذاتی استعمال میں لانے کی شرعاً جواز نہیں ہے۔

۲۔ غیر مدخول بہا مطلقہ عورت کا خاوند کے ذمے آدھا مہر کی ادائیگی واجب ہے۔ وزیرستانی سماج میں غیر مدخول بہا مطلقہ عورت کو مہر نہ دینے کا شرعاً کوئی جواز نہیں۔

۳۔ بیٹی کو جہیز دینا چونکہ سنت نبوی ﷺ ہے، لیکن عصر حاضر میں جہیز کئی قباحتوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اس کو ترک کرنا چاہیے۔

۔ قرآن مجید میں واضح اور تفصیلاً احکامات ''میراث'' کے بیان ہوئے ہے، جس میں ہر ایک کا حصہ کا معین ہو چکا ہے۔

۵۔ میراث میں مرد کی طرح عورت کا بھی حصّہ مقرر ہوا ہے۔

۔ دو عورتوں کا حصہ ایک مرد کے حصہ کے برابر تصور کیا جائے گا۔

تجاویز وسفارشات:

تمام عالم اسلام میں خواتین کے حقوق کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کو پھیلانے میں کردار ادا کرنا چاہیے۔

ان تمام عالم اسلام میں وزیرستانی سماج میں خواتین کے حقوق کے متعلق اسلامی تعلیمات کو چاہے تحریر کے ذریعے ہو یا تقریر کے ذریعے پھیلانے کی اشد ضرورت ہے۔

دوران تحقیق اس بات کا نہایت احساس ہوا کہ وزیرستانی سماج میں خواتین کے حقوق کے متعلق ممبر سے خطباء کے لیے صدائیں بلند کرنے کی ضرورت ہے۔

خواتین کے حقوق کا تعلق چونکہ حقوق العباد سے ہے لہٰذا اس میں کافی احتیاط برتنا چاہیے اور لوگوں کی اس جانب توجہ پھیرنے کی ضرورت ہے۔

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

وزیرستانی سماج میں خواتین کے حقوق کے متعلق کانفرنسز، سیمینارز کو منعقد کرناچاہیے تاکہ اس سے آگاہی حاصل ہو سکیں۔

حکومتی سطح پر اسلامی تعلیمات کی روشنی خواتین کے حقوق کاتحفظ یقینی بنانے کے لیے اسلامی تعلیمات کے پھیلانے می ں کردار ادا کرناچاہیے۔

وزیرستانی سماج میں خواتین کے مالی حقوق (حق مہر سے محروم رکھنااور میراث میں حصہ نہ دینا) کے متعلق حکومتی سطح پر اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔

حوالہ جات

1 صدرالدین اصلاحی، اسلام میں نکاح کے قوانین، (لاہور: اسلامک پبلیکشنز، س،ن) ۸۴

2 ا، ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ ، المغنی، (مصر: مکتبہ القاھرہ ۱۹۶۸ء) ،۷ / ۲۰۹

3 لوئس معلوف، المنجد، (بیروت: المکتبۃ الشرقیہ، س،ن)، مادہ مہر، ۷۷۷

4 وہبہ بن مصطفی زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، (دمشق : دارالفکر، س،ن) ،۹ / ۶۷۷۴

5 ایضا، ۹ / ۶۷۷۵

6 ، عبدالرحمن جزیری، الفقہ علی مذاہب الاربعہ، (بیروت: دار لکتب العلمیہ، ۲۰۰۳ ء) ۴ / ۱۰۱

7 الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۹ / ۶۷۷۷

8 المغنی، ۷ / ۲۲۲

9 محمّد آمین بن عُمر بن عبدُالعزیز عابِدین دِمشقی، ردالمختار، (بیروت : دارالفکر، ۱۹۹۲ء) ،۴ / ۴۵۲

10 سورۃ النساء: آیت نمبر: ۲۴

11 المغنی، ۷ / ۲۱۱

12 محمد بن عیسی ترمذی، جامع الترمذی (مصر: مکتبہ مصطفی البابی الحلبی ۱۹۷۵ ء)، باب ما جاء في مهور النساء، ۳ / ۴۱۴، حدیث نمبر: ۱۱۱۴

13 احمد بن حنبل، مسند احمد، (بیروت: مکتبہ مؤسسہ الرسالہ، ۲۰۰۱ء) ،۴۱ / ۷۵، حدیث نمبر ۲۴۵۲۹

14 علاءالدین کاسانی، بدائع الصنائع، (بیروت : دارالکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ ء) ،۲ / ۲۹۰

15 سورۃ النساء: آیت نمبر: ۴

16 احمد بن الحسین بیہقی، سنن الکبریٰ، (بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۲۰۰۳ ء) ،**باب من غصب لوحا فأدخله فى سفينة أو بنى عليه جدارا**، ۶ / ۱۶۶، حدیث نمبر: ۱۱۵۴۵

17 ابوالحسن برہان الدین فرغانی مرغینانی ، الہدایہ، (بیروت: داراحیاء تراث العربی ، س،ن) ،۱ / ۱۹۹

18 ابوالقاسم حسین بن محمد معروف بالراغب اصفہانی، مفردات القرآن (بیروت: دارالقلم، ۱۴۱۲ھ)۲۰۹

19 سورۃ یوسف: آیت نمبر: ۷۰

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

[20] سید سابق، فقہ السنہ، (بیروت: دار الکتاب العربی و۱۹۷۷ء)، ۲ / ۱۶۷

[21] احمد بن شعیب نسائی، سنن نسائی (حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیہ ۱۹۸۶ء)، **باب جهاز الرجل** ابنته، ۶ / ۱۳۵، حدیث نمبر: ۳۳۸۴

[22] ردالمختار، ۳ / ۵۸۵

[23] سورۃ النساء: آیت نمبر: ۱۱

[24] ایضاً

[25] ایضاً

[26] نظام الدین کیرانوی، سراجی فی المیراث (کراچی: مکتبۃ البشریٰ، 2011ء)25

[27] سورۃ النساء: آیت نمبر: ۱۳

[28] ایضاً

[29] ایضا، آیت نمبر: ۱۴